

حضرت مولانا محمد علی سواتی

استاد دارالعلوم حقانیہ

کی

وفات

تعزیتی اجتماع میں
حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ
کا خطاب

حضرت مولانا محمد علی استاد دارالعلوم حقانیہ کی وفات کے موقع پر دارالعلوم کے دارالحدیث ہال میں تعزیتی اجتماع ہوا جس میں تمام اساتذہ و طلباء نے شرکت کی۔ حضرت مولانا کے ایصالِ ثواب کے لئے ختم قرآن شریف ہوا جس کے بعد حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے اپنے دعائی کلمات میں انتہائی رقت انگیز طریقہ سے حضرت مرحوم کی زندگی پر روشنی ڈالی۔ ان کے یہ خطبات انہی کے الفاظ میں قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔
(انوار الحق مدرس دارالعلوم حقانیہ)

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم - موت العالم موت العالم - موت ہر کسی کو آتی ہے جتنی کہ انبیاء کو بھی موت آتی۔ کل من علیہا فانی۔ مگر فنا فنا میں فرق ہے۔ ایک فنا وہ ہے کہ صرف ایک انسان پر طاری ہو جائے جس نے صرف فرد واحد کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اس آدمی کا مقصد زندگی اپنے خوراک، لباس و مکان کے لئے تنگ و دو کرنا تھا۔ اس کے مرنے سے صرف اس کے اپنے مفادات ختم ہو جاتے ہیں، اس کی زندگی کا مقصد صرف اپنی "انا" کی الائش والائش تھا۔ دوسری موت وہ کہ ایک فرد کے مرنے سے اس کے خاندان اور کنبہ کو نقصان پہنچے کیونکہ یہ آدمی سارے کنبہ، رشتہ داروں اور عزیزوں کا خیر خواہ و معاون تھا۔ تیسری موت اس شخص کی ہے کہ اس کا مرنا ساری مخلوق کے لئے تکلیف اور مصیبت کا باعث ہو۔ یہ وہ موت ہے کہ آدمی اپنی ذات، خوراک، مکان، اور عزیزوں کی فکر میں نہ ہو اور نہ اس کو اپنی اولاد اور کنبہ کا خیال ہو بلکہ کل مخلوق و قوم کی زندگی کی بہتری کا طلبگار ہو۔ اس کی نسبت و برخواست۔ سونا اور اٹھنا مخلوق کی بہتری اور اصلاح کے لئے ہو۔ ایسے آدمی کی وفات سے ساری قوم کو تکلیف پہنچتی ہے۔ ایک عالم کی موت درحقیقت عالم کی موت ہے۔ خاص کر ایسا عالم جیسے حضرت مولانا محمد علیؒ کہ انہوں نے اپنی ساری زندگی اشاعتِ دین کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ ہم سب پر بلکہ پورے عالم اسلام پر ہر عالم کے احسانات ہیں۔ آپ نے بخاری شریف میں پڑھا ہے کہ جب تک علماء موجود ہوں اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہے، قیامت

نہ آئے گی۔ قیامت نہ آنے سے پہلے علماء کی کمی آجائے گی مقتدر اور باعمل علماء روئے زمین سے اٹھتے چلے جائیں گے۔ اور ان کی جگہ جہلاء بیٹھ کر فتاویٰ دیں گے جس سے خود وہ اور قوم بھی گمراہ ہو جائیگی۔ جتنک عالم زندہ ہے، اللہ کا نام بھی زندہ رہے گا۔ اور جب عالم نہ رہے گا تو تباہی و گمراہی کا آنا پھر یقینی ہے۔ یہ علماء ہی کی برکت ہے کہ ہم آج نماز، حج، زکوٰۃ و جہاد اور دیگر عبادات ادا کر رہے ہیں۔ اور جب علماء وفات پا کر ان کی جگہ جہلاء لے لیں گے تو پھر دہریت، الحاد اور زندہ ہو گا۔ جیسے کہ آپ کو معلوم ہے کہ جب روس میں علماء کے وجود کو ختم کر دیا گیا تو اس کی جگہ الحاد اور دہریت نے لے لی۔ اب وہاں اللہ کا نام لینا جرم ہے۔ اور اب آپ کے پڑوس افغانستان میں روسی اپنے نظریات کے پھیلانے کیلئے حملہ آور ہوئے ہیں اور دیندار مسلمان اور علماء جن میں سے اکثر اس دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء اور پروردہ ہیں ان کے خلاف جہاد کر رہے ہیں۔ بحمد اللہ اب بھی دنیا کے بڑے خطہ میں اللہ کے نام لیا کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ ورنہ جب خدا کا نام لینے والا نہ رہے تو قیامت آجائیگی۔

آج دارالعلوم حقانیہ اور آپ سب کو جو صدمہ حضرت مولانا مرحوم کی وفات سے پہنچا ہے تو یہ صدمہ بے جا نہیں۔ فی الحقیقت ہم سب کا ناقابلِ برداشت نقصان ہوا ہے، وہ تو انشاء اللہ یقیناً جنت الفردوس میں جائیں گے۔ وہ حالت سفر میں تھے۔ فقہ حنفی کی مشہور دینی کتاب ہدایہ ان کے سامنے تھی اور حدیث نبویؐ کی معرود دینی کتاب طحاوی شریف اپنے قریب مطالعہ کے لئے رکھی ہوئی تھی۔ محرم کے مبارک ایام تھے اور اس سے پہلے دو دن باوجود صنعت کے صائم رہے۔ یہ سب برکت کی نشانیاں ہیں۔ دیوبند میں ہمارے ایک استاد حضرت مولانا عبد السمیع صاحب مشکوٰۃ شریف و مختصر المعانی وغیرہ پڑھاتے تھے، بیمار ہو گئے۔ بیماری بڑھنے پر جب سبق پڑھانے کے قابل نہ رہے تو ان کے اسباق دیگر اساتذہ کو تقسیم کر دئے گئے کہ جتنک بیماری میں ہیں طلباء کے درس کا سلسلہ جاری رہے۔ حضرت مولانا نے یہ سوچ کر کہ اب میں بیماری کی وجہ سے سبق پڑھانے کے قابل نہیں رہا۔ مدرسہ والوں کو اپنا استعفیٰ بھیج دیا۔ جب ہمارے شیخ، شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنیؒ کو معلوم ہوا تو ان کے پاس تشریف لے جا کر فرمایا کہ اے عبد السمیع کیا تو یہ نہیں چاہتا کہ قیامت کے دن جب اللہ کے سامنے پیش ہو تو تیری نفل میں مشکوٰۃ شریف ہو۔ یہ آپ کی کتنی سعادت مندی اور نیک بختی ہوگی۔ اس لئے آپ اپنے نام سے یہ کتاب نہ کاٹیں، پڑھائے گا کوئی اور مگر فہرست میں بدستور آپ کا نام ہوگا۔ چنانچہ اسی پر عمل ہوا اور اسی حالت میں ان کا انتقال ہوا۔ حضرت مولانا محمد علی کا بھی یہی طریقہ رہا۔ بیماری کا حملہ گزشتہ سال ہوا تھا اس لئے ہم نے اس سال ان کو عرض کیا کہ اس سال صرف آرام کی غرض سے دارالعلوم میں رہیں، نقاہت زیادہ ہے اس لئے اپنے آپ پر اسباق کا بوجھ نہ ڈالیں۔ مگر رب العزت کو تو ان کے درجات کو بلند کرنا مقصود تھا تو گھر سے آتے ہی فرمایا کہ میری کتب کو کیوں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ اور آتے ہی تدریس شروع کر دی۔ اور پھر آخر میں بھی کتب نفل میں لئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

حضرت مولانا محمد علیؒ نے قریباً ۳۰ سال انتہائی شفقت و محبت اور اخلاص سے تدریس کو جاری رکھا۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ دارالعلوم نہ نوابوں کا ہے اور نہ امیروں کا اور نہ اس کو حکومت کی سرپرستی حاصل ہے۔ صرف اللہ کے توکل، حضرت مولانا محمد علیؒ اور آپ جیسے اساتذہ و منتظمین، طلباء و معاونین کے خلوص ہی کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرما کر اتنی ترقی سے نوازا رہے ہیں۔ — جیسا کہ میں نے عرض کیا مولانا مرحوم مجسمہ اخلاص تھے ہمارے ساتھ معاملہ بھائیوں سے بھی زیادہ بہتر رہا۔ دارالعلوم میں عجیب بے تکلفانہ زندگی گزاری۔ سارے طلباء اور اساتذہ کے ساتھ بے تکلف تھے۔ ہر فن کی ہر کتاب پڑھانے میں باہر تھے۔ حدیث میں ان کو دسترس حاصل تھی۔ فقہ کی اہم کتاب ہدایہ میں پچیس سال پڑھاتے رہے اور اتنی باتا مدگی اور نافعہ کے بغیر کہ ہر سال رجب کی ۱۵ تاریخ تک اپنی کتابوں کو ختم کر دیتے اور طلباء بھی بے حد مطمئن رہتے۔ امام بخاریؒ نے غالباً کتاب السنن میں فرمایا ہے کہ علم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ پہلے حیات اور پھر علم۔ علم کا جب کسی میں اثر آجائے اور علم کا کچھ حصہ حاصل کرے تو خطرہ ہے کہ اس آدمی میں تکبر آ جائے تو فرمایا کہ علم کے ساتھ تواضع آجائے۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی علم کے ساتھ تواضع کی یہ حالت کہ فرمایا کرتے تھے کہ خدا کی قسم محمد قاسم اس دیوار سے بھی زیادہ اُن پڑھ ہے۔ امام بخاریؒ کی وصیت پر ہمارے تمام اساتذہ اور خاص کر مولانا مرحوم کا پورا عمل تھا۔ اور ساری عمر انتہائی تواضع رہے۔ اگرچہ مجھ سے کبھی انہوں نے ذکر نہیں کیا۔ مگر مختلف ذرائع سے مجھے معلوم ہوتا رہا کہ پاکستان کے بڑے بڑے مدارس والوں نے وقتاً فوقتاً حضرت مولانا کو بڑی تنخواہوں کی پیش کش کی مگر وہ فرمایا کرتے تھے کہ میرا جنازہ اسی دارالعلوم سے نکلیگا۔

عظیم قناعت اور تواضع کے مالک اور علوم کے جامع تھے۔ آپ سب طلباء اور گزشتہ فضلاء نے انہی اساتذہ سے اسباق پڑھے ہیں۔ تو اب انہی کے علوم کو پھیلاؤ گے۔ انہی اساتذہ میں سے مولانا مرحوم بھی ہیں اور آپ دارالعلوم کے تمام فضلاء کے اشاعت دین کا یہ سلسلہ بھی ان کے صدقہ جاریہ میں شمار ہوگا۔ ابھی عرض کر چکا ہوں کہ آج افغانستان میں بیشتر فضلاء جہاد میں مصروف ہیں۔ یہ انہی اساتذہ جن میں حضرت مولانا محمد علیؒ بھی شامل ہیں کی موت کے بعد اس کا اجر و ثواب ان کے لئے صدقات جاریہ کی حیثیت سے ان کے نامہ اعمال میں محسوب کیا جائے گا۔

اس وقت ملک و بیرون ملک دارالعلوم کے سینکڑوں فضلاء تدریس و تبلیغ و دیگر دینی امور سرانجام دے رہے ہیں جو انہی اساتذہ کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اور اس کا اجر و ثواب بھی حضرت مولانا مرحوم و دیگر اساتذہ و معاونین دارالعلوم کے حصہ میں آئے گا۔ اس میں بڑا حق اساتذہ کا ہے۔

بھائیو! دارالعلوم میں بہت بڑی خلا پیدا ہو گئی ہے ہم ایک بڑے مقتدر اساتذہ سے محروم ہو گئے ہیں حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولانا کے علمی کمالات، اخلاق، دینداری، حسن سلوک کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ تیس سال میں کسی کو سخت

بات نہ کہی۔ رب العزت ان کو جنت الفردوس نصیب فرما کر ان کے خاندان، اہل و عیال، طلباء، لواحقین اور مدرسہ پران کے انوار و برکات قائم و دائم رکھے۔ اور اس خلاء کو احسن طریقہ سے پُر فرما دے۔

مولانا مفتی محمود اکابر علماء جا رہے ہیں۔ قریبی دنوں میں حضرت مولانا مفتی محمود جو علم و سیاست کی عظیم ہستی تھی، انتقال فرما گئے، انہوں نے پاکستان میں علم اور نما کے وقار کو بلند کیا اور علماء کو عزت کا مقام دیا۔ حکومت اور انگریزی خزان بھی ان سے خائف تھے۔ اور سب پر ان کا رعب تھا۔ انگریز نے علماء کو ذلیل کرنے کی جو ناکام کوششیں کیں وہ ہم کو معلوم ہیں۔ انہوں نے علماء اور مذہب اسلام کو لوگوں کی نظروں سے گرانے کیلئے ہر حربہ استعمال کیا تھا۔ یہ مفتی محمود ہی تھے کہ انہوں نے دوبارہ علماء کو باعزت مقام دلانے کیلئے ان طباقوں کو اپنے جراتمند اقدام اور علمی مہارت سے الزامی اور تحقیقی جوابات کے ذریعے مرعوب کر دیا تھا۔ وزیر اعلیٰ جیسی مسند پر بیٹھ کر جب کہ وہ کروڑوں روپے پیدا کر سکتے تھے فقیرانہ زندگی بسر کی اور اپنے لئے مکان تک نہ بنایا۔ مجھے معلوم ہوا تھا کہ کئی لوگوں نے مالی ذرائع سے ان تک رسائی اور فوائد حاصل کرنے کی کوشش کی مگر انہوں نے سارے دنیاوی جاہ و جلال کو ٹھکرا دیا۔ حضرت حقانویؒ کی ملاقات کے لئے ایک آدمی یورپ سے آیا اور سائل کیا کہ آپ نے بیان القرآن کے نام سے قرآن کی ایک ضخیم تفسیر مرتب کی تو قوم نے آپ کو اس کا کیا عوض اور صلہ دیا۔ حضرت نے فرمایا ہم یہ دینی خدمات اللہ کی رضا کے لئے کر رہے ہیں اس میں عوض لینے کی ہم کو کوئی ضرورت نہیں۔ مفتی محمود صاحب نے دنیا اور اہل دنیا کو دیکھا دیا کہ اس دین میں اتنی برکت اور قناعت ہے کہ جب ایک دیندار آدمی بڑے سے بڑے عہدہ پر بھی فائز ہو جاتے وہ سب دنیاوی الٹشوں کو ٹھکرا دیتا ہے۔ حضرت مولانا محمد علیؒ بھی جاہ و جلال کے طالب نہ تھے۔

چند دن ہوئے بہت بڑے عالم دین حضرت مولانا غلام اللہ خان بھی اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

رب العزت اس امت کو اکابر علماء سے محروم نہ فرما دیں۔ مولانا محمد علیؒ کی موت، موت العالم، موت الطلاب، موت الدال العلوم ہے۔ ان کا علمی سلسلہ بند ہوا سبب العزت ان پر رحمت نازل فرما کر جن علماء و اساتذہ کا زمانہ قریب و بعید میں انتقال ہوا سب کو رحمت کاملہ سے نوازے۔ دل تو بہت کچھ کہنا چاہتا ہے۔ مگر حضرت مولانا کے اتنے کمالات ہیں کہ ان کا شمار ناممکن ہے۔ حق تعالیٰ ان کے درجات بلند فرما کر ان کے لواحقین، طلباء و فضلاء کو صبر جمیل اور ہم سب کو ان کے تبلیغی و تدریسی سلسلہ کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں کیونکہ اگر یہ سلسلہ ختم ہوا تو پھر قیامت کے آثار ہیں۔